نمازِ عید سے پہلے نوافل پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ نمازِ عید سے پہلے اور عید کی نماز کے بعد نفل پڑھنا شرعاً مکروہ عمل ہے؟ اگر ایسا ہی ہے، تو اس مکروہ سے کیا مراد ہے، مکروہِ تحریمی یا مکروہِ تنزیہی؟ رہنمائی فرما دیں۔

جواب

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

نمازِ عید خواہ عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ اس سے پہلے مطلقاً (یعنی گھر، مسجد اور عید گاہ میں مرد و عورت دونوں کے لیے) اور نمازِ عید کے بعد مسجد اور عید گاہ میں نفل نماز پڑھنا مکروہِ تنزیہی، شرعاً ناپسندیدہ عمل ہے۔

مزید تفصیل یہ ہے کہ ائمہ احناف کے نزدیک نمازِ عید سے پہلے نفل نماز ادا کرنا مطلقاً مکروہ ہے، خواہ گھر میں ہو، یا مسجد یا عید گاہ میں، یہاں تک کہ اگر عورت اشراق و چاشت، وغیرہ کوئی نفل نماز ادا کرنا چاہے، تو امام کے نمازِ عید پڑھا لینے کے بعد ادا کرے، چنانچہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نوافل کی کثرت اور ان کی حرص و رغبت کے باوجود عید سے پہلے کوئی نفل نماز ادا نہ فرماتے تھے۔ جہاں تک نمازِ عید کے بعد نفل پڑھنے کا تعلق ہے، تو نمازِ عید کے بعد عید گاہ اور مسجد میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس مکروہ سے مراد مکروہِ تنزیہی ہے، جیسا کہ علامہ شامی وغیرہ نے تصریح کی ہے، البتہ گھر میں نفل نماز پڑھنے کی اجازت ہے، کیونکہ رسول اللہ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نمازِ عید کے بعد عید گاہ میں نفل ادا نہ فرماتے اور کاشانۂ اقدس میں واپس تشریف لا کر دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔

یہ بھی یادرہے کہ!یہ ممانعت کا حکم خواص کے لیے ہے، تاہم اگر عوام پڑھے، تو اس کو منع نہ کیا جائے، جیساکہ مولیٰ المسلمین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ایک شخص کو نمازِ عید کے بعد نفل پڑھتے ہوئے دیکھا، تو اس کو منع نہ فرمایا اور آپ کا منع نہ فرمانا اس کے مکروہِ تنزیہی ہونے کی دلیل ہے، اس لیے کہ اگر یہ مکروہ تحریمی ہوتا، تو حضرت مولیٰ علی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ اس عمل کو برقرار نہ رکھتے، کیونکہ کسی ناجائز عمل کو برقرار رکھنا جائز نہیں ہے۔

نماز عید سے پہلے نفل نماز پڑھنے کے متعلق صحیح بخاری شریف میں ہے:

"عن ابن عباس کرہ الصلاۃ قبل العید"

ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ عید کی نماز سے پہلے نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (صحیح البخاری، ابواب العیدین، جلد2، صفحہ24، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

اس روایت کے تحت علامہ بدرالدین عینی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 855ھ/1451ء) لکھتے ہیں:

"(قبل العید) یدل علی ان المراد منع التنفل مطلقا"

ترجمہ: عید سے پہلے نفل پڑھنا مکروہ ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عید سے پہلے مطلقاً نفل نماز منع ہے۔ (عمدۃ القاری، جلد20، صفحہ240، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

یونہی صحیح بخاری و صحیح مسلم اور دیگر کتبِ صِحاح میں انہی سے مرفوعاً روایت ہے، چنانچہ امام ابن ماجہ قزوینی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 273ھ) اپنے مجموعۂ احادیث "سننِ ابنِ ماجہ" میں نقل کرتے ہیں:

"عن ابن عباس، أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج فصلی بھم العید، لم یصل قبلھا ولا بعدھا"

ترجمہ : حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نماز کے لیے عید گاہ کی طرف نکلے اور لوگوں کو عید کی نماز پڑھائی ، لیکن آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نہ نمازِ عید سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ ہی بعد میں کوئی نماز ادا فرمائی ۔ (سنن ابن ماجہ، صفحہ 201، مطبوعہ لاھور)

حدیث پاک میں نمازِ عید کے بعد کی نفی کے متعلق تفصیل بیان کرتے ہوئے علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات : 1014ھ/1605ء) لکھتے ہیں :

”قال ابن الهمام: هذا النفي محمول على المصلى لخبر أبي سعيد الخدري: كان رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم لا يصلي قبل العيد شيئا، فإذا رجع إلى منزله صلى ركعتين“

ترجمہ : امام ابن ہمام عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے فرمایا : عید کے بعد نفل نہ پڑھنا عید گاہ میں نہ پڑھنے پر محمول ہے ، کیونکہ حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے یہ روایت موجود ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عید سے پہلے کوئی نفل نماز نہیں پڑھتے تھے اور جب اپنے کاشانۂ اقدس میں واپس تشریف لاتے تو دو رکعت ادا فرماتے تھے ۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد 3، صفحہ 1063، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

گھر میں واپس آکر نفل پڑھنے کی روایت سنن نسائی ، سنن ابن ماجہ اور دیگر کتبِ احادیث میں بھی موجود ہے ، جیساکہ شیخ محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور دیگر شارحینِ حدیث نے بھی لکھا ، اس لیے جن روایات میں نماز کے بعد کی بھی نفی مذکور ہے ، ان سے عید گاہ اور مسجد کی نفی ہی مراد ہے ۔

علامہ زَیْلَعِی نفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات : 743ھ/1342ء) لکھتے ہیں :

”وقوله: ومتنفل، اى: غيرِ متنفلٍ وهو مكروه في المصلى قبل صلاة العيد اتفاقا واختلفوا في البيت قبل الصلاة وبعدها في المصلى وعامتهم على الكراهة قبل الصلاة مطلقا وبعدها في المصلى لما روي انه عليه الصلاة والسلام خرج يوم الاضحى فصلى ركعتين ولم يصلِ قبلهما ولا بعدهما“

ترجمہ : اور ماتن کا قول ”ومتنفل“ یعنی نمازِ عید کے لیے عید گاہ میں جانے سے پہلے نفل نہ پڑھے ، کیونکہ نماز عید سے پہلے عید گاہ میں نفل پڑھنا بالاتفاق مکروہ ہے اور اس بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے کہ

نمازِ عید سے پہلے گھر میں اور عید کے بعد عید گاہ میں بھی منع ہے یا نہیں ؟ اکثر فقہائے کرام کا موقف یہ ہے کہ عید سے پہلے مطلقاً نفل مکروہ ہے اور نمازِ عید کے بعد عید گاہ میں مکروہ ہے ، کیونکہ حدیث پاک میں یہ بات مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عید الاضحیٰ کے دن نکلے ، تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے عید کی دو رکعتیں پڑھائیں اور اس سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز نہیں پڑھی ۔ (تبیین الحقائق، جلد 1، صفحہ 224، مطبوعہ المطبعۃ الکبری، القاھرۃ)

اور اس کراہت سے کراہتِ تنزیہی مراد ہونے کے متعلق تنویر الابصار و در مختار میں ہے :

”(ولا يتنفل قبلها مطلقا)... وفي التنفل سواء كان في المصلى اتفاقا أو في البيت في الأصح، وسواء كان ممن يصلي العيد أو لا حتى إن المرأة إذا أرادت صلاة الضحى يوم العيد تصليها بعد ما يصلي الامام في الجبانة (وكذا) لا يتنفل (بعدها في مصلاها) فإنه مكروه عند العامة (وإن) تنفل بعدها (في البيت جاز) وهذا للخواص، اما العوام فلا يمنعون من تكبير ولا تنفل اصلا لقلة رغبتهم فی الخيرات، بحر... لان عليا رضی اللہ عنه رای رجلا يصلی بعد العيد، فقيل: اما تمنعه يا امير المؤمنين؟ فقال: اخاف ان ادخل تحت الوعيد، قال اللہ تعالی:

﴿ارايت الذی ينهی ، عبدا اذا صلی﴾

(وفی ردالمحتار) وظاهر هذا الأثر تقرر الكراهة عندهم في المصلي وأنها تنزيهية وإلا لما أقره اذ لا يجوز الاقرار على المنكر“

ترجمہ : عید کی نماز سے پہلے مطلقاً نماز نہیں ہے ، چاہے عید گاہ میں پڑھے یا گھر میں اور اس پر عید کی نماز ضروری ہو یا نہ ہو، یہاں تک کہ عید کے دن اگر عورت چاشت کی نماز پڑھنا چاہے ، تو اس وقت نماز پڑھے جب امام عید گاہ میں نماز پڑھ چکا ہو، اسی طرح نمازِ عید کے بعد بھی عید گاہ میں نفل پڑھنا اکثر فقہائے کرام کے نزدیک مکروہ ہے اور اگر نمازِ عید کے بعد گھر میں نفل پڑھے ، تو بلا کراہت جائز ہے ۔ اور یہ ممانعت کا حکم خواص کے لیے ہے ، عوام پڑھے تو اس کو منع نہ کیا جائے کہ نیکی کے کاموں میں ان کی رغبت پہلے ہی کم ہے ، (اس کی دلیل یہ ہے کہ) مولیٰ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُنے ایک شخص کو عید گاہ میں نماز عید کے بعد نفل پڑھتے

ہوئے دیکھا، تو کہا گیا اے امیر المؤمنین! آپ منع نہیں فرمائیں گے؟ تو فرمایا: مجھے خوف ہے کہ میں کہیں قرآن میں بیان کردہ اس وعید

﴿اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی (۹) عَبْدًا اِذَا صَلّٰی﴾

کے تحت داخل نہ ہو جاؤں۔ (اس پر علامہ شامی نے لکھا:) **مولیٰ علی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے اثر کے ظاہر سے عیدگاہ میں نماز ادا کرنے کی کراہت اور اس مکروہ سے مکروہِ تنزیہی مراد ہونا ثابت ہوتا ہے، ورنہ مولیٰ علی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ اس عمل کو برقرار نہ رکھتے، اس لئے کہ کسی ناجائز عمل کو برقرار رکھنا جائز نہیں ہے۔** (تنویر الابصار مع رد المحتار، ملخصاً، جلد 2، صفحہ 183، 186، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں:

"نمازِ عیدین سے پیشتر نفل مکروہ ہے، خواہ گھر میں پڑھے یا عیدگاہ و مسجد میں نماز عیدین کے بعد نفل مکروہ ہے، جب کہ عیدگاہ یا مسجد میں پڑھے، گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں۔" (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 3، صفحہ 457، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اور یہ احکام، خواص کے لیے ہیں، تاہم اگر عوام پڑھے، تو اسے منع نہ کیا جائے، چنانچہ ایک اور مقام پر صدر الشریعہ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ لکھتے ہیں: "نماز عید سے قبل نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے، عیدگاہ میں ہو یا گھر میں اس پر عید کی نماز واجب ہو یا نہیں، یہاں تک کہ عورت اگر چاشت کی نماز گھر میں پڑھنا چاہے، تو نماز ہو جانے کے بعد پڑھے اور نماز عید کے بعد عیدگاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے، گھر میں پڑھ سکتا ہے، بلکہ مستحب ہے کہ چار رکعتیں پڑھے، **یہ احکام خواص کے ہیں، عوام اگر نفل پڑھیں اگرچہ نماز عید سے پہلے اگرچہ عیدگاہ میں، انہیں منع نہ کیا جائے۔**" (بہار شریعت، جلد 2، حصہ 4، صفحہ 781، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: Fsd-9304

تاریخ اجراء: 28 رمضان المبارک 1446ھ/29 مارچ 2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.daruliftaahlesunnat.net
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net